BUDAE-182

B. A. Hons. (Urdu)

(BAUDH)

Term-End Examination

December, 2025

BUDAE-182 : Study of Urdu Progressive Poetry

Time : Three Hours] *[Maximum Marks : 100*

نوٹ:۔سبھی سوالوں کے جواب لکھنا لازمی ہیں۔ ہر سوال کے نمبر سامنے درج ہیں۔

۱۔ ترقی پسند تحریک اور اس کے پس منظر پر ایک تفصیلی مضمون لکھیے۔ ۲۰

یا

ترقی پسند تحریک سے وابستہ اہم غزل گو شعرا کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لیجیے۔

۲۔ جوشؔ ملیح آبادی کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے ان کی نظم ''حالات حاضرہ'' کا خلاصہ لکھیے۔ ۲۰

یا

علی سردار جعفری کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے ان کی غزل گوئی کی خصوصیات بیان کیجیے۔

۳۔ فیض احمد فیضؔ کی نظم ''صبح آزادی'' کا خلاصہ قلم بند کیجئے۔ ۱۵

یا

مجروح سلطان پوری کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے ان کی غزل گوئی کی امتیازی خصوصیات بیان کیجئے۔

۴۔ ترقی پسند تحریک سے قبل اردو شاعری میں ترقی پسند عناصر کی وضاحت بیان کیجیے۔ ۱۵

یا

اردو شاعری کے پس منظر میں ترقی پسند تحریک کے عروج و زوال کے اسباب بیان کیجیے۔

۵۔ مجازؔ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے ان کی شاعری کے فکری و فنی صفات بیان کیجیے۔ ۱۰

یا

فراقؔ کی نظم ''شاہنامہ آدم'' کا خلاصہ بیان کیجیے۔

۶۔ درج ذیل اشعار کی تشریح حوالہ کے ساتھ کیجئے۔ ۱۰

ہر چیز پر سکوت ہے، ہر شے پہ یاس ہے
غم حکمراں ہے دہر میں، دنیا اداس ہے

جلوے ہیں شام غم میں نہاں صبح عید کے

دھندلے ہیں خط و خال عروس امید کے

کشتی رواں ہے زیست کی دریائے زہر میں

بجلی تڑپ رہی ہے مسرت کی لہر میں

عالم ہے شاخِ گل میں عجب پیچ تاب کا

کانٹے ہیں، اور پھول نہیں ہے گلاب کا

''لذت'' اڑی ہے خواب سے، وسعت خیال سے

''آب'' آئینہ سے ''قوتِ برقی'' جمال سے

یا

تاریخ کے اور مشینوں کے پہیوں کی روانی ان سے ہے

تہذیب کی تمدن کی بھر پور جوانی ان سے ہے

دنیا کا فسانہ ان سے ہے، انساں کی کہانی ان سے ہے

ان ہاتھوں کی تعظیم کرو

صدیوں سے گزر کر آئے ہیں، یہ نیک اور بد کو جانتے ہیں

یہ دوست ہیں سارے عالم کے، ہر دشمن کو پہچانتے ہیں

ان ہاتھوں کی تعظیم کرو

۷۔ درج ذیل اشعار کی تشریح مع سیاق و سباق کیجئے۔ ۱۰

نہیں نگاہ میں منزل تو جستجو ہی سہی

نہیں وصال میسر تو آرزو ہی سہی

نہ تن میں خون فراہم نہ اشک آنکھوں میں

نماز شوق تو واجب ہے بے وضو ہی سہی

کسی طرح تو جمے بزم مے کدے والوں

نہیں جو بادہ و ساغر تو ہاؤ ہو ہی سہی

یا

آج بھی قافلۂ عشق رواں ہے کہ جو تھا

وہی میل اور وہی سنگِ نشاں ہے کہ جو تھا

ظلمت و نور میں کچھ بھی نہ محبت کو ملا

آج تک ایک دھندلکے کا سماں ہے کہ جو تھا

جو بھی کر جور و ستم جو بھی کر احسان و کرم

تجھ پہ اے دوست ! وہی وہم وگماں ہے کہ جو تھا

جان دے بیٹھے تھے اک بار ہوس والے بھی

پھر وہی مرحلہ سود وزیاں ہے کہ جو تھا

××××××××